

دم جھاڑ کو نفع بخش کاروبار کے طور پر اپنانے کا شرعی حکم

لفضيلة الشيخ/د. علي بن نفيع العلياني
أستاذ الدراسات العليا بكلية الدعوة وأصول الدين بجامعة أم القرى مكة المكرمة

أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق

الرقية الشرعية حرز اعظم

منزل ◉ شرعی دم ◉ محافظت ◉

بسم الله الرحمن الرحيم

الرقية الشرعية

حرز اعظم

انتساب

إمام أهل السُّنَّة والجماعة
أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل
بن هلال الذهلي الشيباني



P/1610 - C, Asghar Mall Road,
Rawalpindi - Pakistan

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں صرف وہی ذات واحد کے لئے سزاوار ہیں جو ہمارا پروردگار ہے، درودوسلام ہو خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اما بعد امت مسلمہ پر اللہ تعالی کی ایک عظیم اور بہت بڑی نعمت قرآن کریم ہے، جو قیامت تک کے لئے ایک نشان منزل اور زندہ معجزہ ہے، وہ ایک ایسا نور ہے جس سے تمام اندھیرے اور ظلمات چھٹ جاتے ہیں، یہ کلام پاک اللہ تعالیٰ کی جانب سے تحفہ رحمت ہے جو تمام مخلوق کے لے ہدایت کا واحد ذریعہ ہے، یہ ایک سیدھا راستہ اور پاک صحیفہ ہے جس سے کوئی مسلمان اور بڑے سے بڑا عالم بے نیاز نہیں ہوسکتا بلکہ ان کے لئے اس کی تشنگی ہمیشہ باقی رہے گی، یہ وہ ذکر الٰہی، روشن نور اور نشان حیات ہے کہ نہ صرف روح کے لئے بالیدگی ہے بلکہ تمام بیماریوں کے لیے شفا، دوا اور علاج بھی ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"ہم قرآن سے وہ کچھ نازل کرتے ہیں، جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔" (بنی اسرائیل: آیت نمبر 82)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دو چیزوں میں شفا رکھی ہے، ایک شہد دوسرا قرآن،

علامہ ابن قیم جوزی نے اپنی کتاب زاد المعاد میں لکھا ہے، قرآن روحانی اور

مقدمہ

جسمانی بیماریوں کے لئے دوا اور علاج ہے، اگر مریض پورے ایمان ویقین کے ساتھ اس کے ذریعہ علاج ومعالجہ کرے تو ان شاء اللہ ہرگز بیماریاں باقی نہیں رہیں گی الا ماشاء اللہ۔

آج کے اس دور میں خاص کر ہمارے اپنے معاشرے میں بیماریوں کی اتنی کثرت ہے کہ لوگ اس کے علاج کے لئے مختلف دروازوں پر دستک دیتے ہیں، تاکہ انہیں شفاء مل جائے، اللہ تعالی نے جنہیں توفیق دی ہے وہ صحیح طریقہ علاج کی طرف رجوع کرتے ہیں، جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں اس کے برعکس دوسری جانب اور لوگ ان آلام سے چھٹکارا پانے اور اس کو دور کرنے کے لئے اِدھر اُدھر پریشان حال بھٹکتے رہتے ہیں، ان کو صحیح علاج اور مناسب دوائی نہیں ملتی، شفاوتندرستی سے ناامید ہوجاتے ہیں حالانکہ بیماری اور شفاء کا تصرف تو صرف اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مرض کے ذریعہ آزماتا ہے مگر وہ علاج ودعا کو چھوڑ کر، نام نہاد روحانی معالجین، عاملوں اور نجومیوں کے دروازوں اور آستانوں کے چکر لگاتا رہتا ہے، یہ معلوم کرنے کے لئے کہ مجھ پر کسی نے جادو تو نہیں کر دیا؟ یا کسی کی نظر بد تو نہیں لگ گئی ہے،؟ یا جنات کا اثر تو نہیں ہوگیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ؟؟؟ مگر اس بیچارے کو کامیابی نہیں ملتی، وقتی طور پر شیطانی علاج سے کچھ اطمینان ہو جائے تو ہوجائے مگر اس سے ہمیشہ کی نجات سے محروم اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور اس پر مستزاد، نام نہاد روحانی معالجین نورانی علم کے نام پر اپنے مریضوں

سے بھاری فیس کی مد میں ان کے مال پر بھی ہاتھ صاف کر لیتے ہیں۔آپ ان کا معیار زندگی (Life Style) اس دھندے سے پہلے اور بعد کا اگر تقابلی جائزہ لیں تو آپ واضح فرق محسوس کریں گے۔اور بقول شاعر:

وہ جو کرتے تھے دوائے دل وہ اپنی دکاں سجا گئے!

دنوں میں کڑور پتی ہو جانا، مریدوں سے تحائف کی مد میں مال بٹورنا اور پھر اپنے آپ کو سلف کا متبع بتانا! اور یہ بھول جانا کہ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ اور امام احمد بن حنبلؒ تو تحائف لینے سے سختی سے اجتناب برتتے تھے۔

ان جبہ و دستار بردار پیشہ ور باباؤں، مولویوں، عاملوں اور خانقاہیوں کے لئے قطعاً نظیر اور مستقل ضابطہ یا قانون نہیں بن سکتے جو شہروں اور قصبوں کی مسجدوں اور خانقاہوں کے حجروں میں تعویذوں، دم اور جھاڑ پھونک کے ذریعے علاج و معالجہ کے مستقل مطب کھول کر بیٹھے ہیں اور اسی مشغلے کو انہوں نے اپنی کمائی کا اکلوتا ذریعہ بنا رکھا ہے۔جاہل، لالچی اور دنیا پرست قسم کے لوگ بھی علاج کے نام پر اپنی دکانیں چمکا کر لوگوں کا استحصال کرنے لگے ہیں۔

(ماخوذ از کتاب جادو کی حقیقت مکتبہ دارالسلام)

عوام کی خیر خواہی کی آڑ میں فریب

اگر کوئی ان عاملوں اور مولویوں سے ان کے کاروبار کے بارے میں گفتگو کرے تو فوراً دین داری اور خلوص کا لبادہ اوڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اُمت کی خیر خواہی کے جذبے سے بے قابو ہو کر یہ سب کچھ کرتے ہیں۔اصلاً اس میں ہمارا

کوئی فائدہ نہیں ہے، اگر کوئی شخص بلا مطالبہ بطور تحفہ یا نذرانہ ہمیں کوئی چیز دے دیتا ہے تو آخر اُسے لے لینے میں شرعاً کون سی چیز مانع ہوسکتی ہے؟ بعض تو یہ کہہ کر اپنا دامن چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تعویذوں میں کوئی شرکیہ کلمہ نہیں لکھتے، اور نہ ہی اپنے عمل میں کوئی شرکیہ کلمہ کہتے ہیں تو پھر آخر یہ کیوں کر منع ہوسکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ اس سے لوگوں کو فائدہ بھی پہنچتا ہو۔ بعض تو اس کے جواز ہی نہیں بلکہ اس کے عین عبادت ہونے کی دلیل یوں پیش کرتے ہیں کہ ہمارے پاس مسلمانوں کے علاوہ بہت سے غیر مسلم بھی آتے ہیں اور ہم انہیں قرآن کی آیات لکھ کر تعویذ دیتے ہیں اور انہیں بتا بھی دیتے ہیں کہ یہ تعویذ قرآنِ کریم کی آیات سے لکھا گیا ہے۔ اس طرح ان غیر مسلموں کو دینِ اسلام سے متعارف ہونے، اس کے قریب آنے اور قرآن کو کتابِ برحق سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ پھر جس طرح قرآن پڑھنا عبادت ہے اسی طرح اس کا لکھنا بھی عبادت ہے، اور کیا قرآنِ کریم کو شفا نہیں کہا گیا؟ اگر قرآن شفا ہے تو اس کی آیات کو لٹکانا باعثِ شفا کیوں نہ ہو؟ اور قرآن کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ مختلف آیات کا مجموعہ ہی تو ہے۔ پس بقول اُن کے اُس کی آیات پر مشتمل تعویذوں کو لٹکانا باعثِ شفا، خیر و برکت نیز رحمتِ الٰہی کے نزول کا باعث ہی ہوسکتا، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی ان نادانوں سے پوچھے کہ کیا شہد میں شفا نہیں بتائی گئی؟ یقیناً جواب اثبات میں ملے گا۔ پس اگر کوئی شہد کو استعمال کرنے کی بجائے اس کی بوتل گردن یا بازو یا کمر میں لٹکا کر گھومتا پھرے تو کیا اُس کو شفا

مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح قرآنِ کریم صرف اُسی وقت شفا بن سکتا جب کہ اُسے بطورِ تعویذ لٹکانے کی بجائے اس طرح استعمال کیا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ عزوجل اور اُس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا، یعنی اُس کی تلاوت کرنا، اُس سے نصیحت حاصل کرنا، اُس سے اپنے عقائد واعمال اور افکار کی اصلاح کرنا، اُس کی آیات پر تفکر وتدبر کرنا، اُس کے قصص وامثال سے عبرت حاصل کرنا اور اُسے اپنی زندگی کا محور بنا کر اس کی تعلیمات کو ہر شعبہ حیات میں عملاً نافذ کرنا۔ نزولِ قرآن کے اس عظیم مقصد کو چھوڑ کر اگر کوئی اسے صرف گلے، بازو اور کمر میں لٹکا اس سے شفا حاصل کرنے کا متمنی ہو تو اُس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی بیمار کسی ڈاکٹر کا نسخہ یا اُس کی دی ہوئی دوا کو استعمال کرنے کی بجائے اپنے گلے، بازو یا کمر میں لٹکا کر افاقے کا متلاشی ہو۔

(ماخوز از کتاب جادو کی حقیقت مکتبہ دارالسلام)

اس کتاب کے آخر میں

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر علی بن نفیع العلیانی

جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کے فاضل استاد کے رسالہ:

الرقی علی ضوء عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ

سے چند اقتباسات بھی نقل کر دیئے ہیں جس میں انھوں نے دم اور روحانی علاج کی دکانیں کھولے بیٹھے افراد کو آڑے ہاتوں لیا ہے اور ان کے مکر اور دجل سے پردہ بھی چاک کر دیا ہے۔

علامات

اللہ تعالی کی توفیق اور مدد سے میری تحقیق یہ ہے، کہ جادو، نظر بد اور جنات کے اثرات سے متاثر ہو جانے والوں میں چند علامتیں پائی جاتی ہیں، یہ اس وقت جب مریض طبی علاج و معالجے سے مایوس ہو جاتا ہے یا دوا کھانے کے بعد بھی اسکو صحت نہیں ملتی اور مندرجہ ذیل علامتوں یا علتوں میں سے کسی ایک کا بھی پتہ چل جائے تو اس کتاب میں نقل کیئے گئے قرآنی آیات کو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت اور شفا حاصل کرنے کی خاطر، یقین کامل کے ساتھ کہ شفا، نفع اور نقصان کا مالک صرف ذات الٰہی ہی ہے تو اللہ تعالی کے حکم سے اس کو شفا ان شاء اللہ مل جائے گی، اور ان علتوں سے پاک ہو کر طبیعت معمول پر آجائے گی۔ میری تحقیق میں ان کی نشانیاں اور علتیں دو قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ ایک کا تعلق نیند کی حالت سے ہے اور دوسری کا تعلق جاگنے کی حالت سے ہے۔

نیند کی حالت کی نشانیاں اور علامتیں

01 بے خوابی: وقت پر نیند کا نہ آنا، دیر دیر تک جاگتے رہنا۔

02 پریشانی: نیند سے بار بار ہوشیار ہو جانا، اور نیند سے بالکل راحت و سکون کا نہ حاصل ہونا۔

03 خواب: نیند کی حالت میں برے برے خوابوں کا نظر آنا، خوفناک ڈراونی خواب، جانوروں اور درندوں کو مثلاً، سانپ، اژدھا، بچھو وغیرہ کو دیکھ کر ڈر جانا، اور غیر معمولی شباہتوں کو دیکھ کے گھبرا جانا اور نیند سے اٹھ کر بیٹھ جانا۔

04 اپنے آپ کو کسی اونچی عمارت سے نیچے گرتے ہوئے دیکھنا۔

05 نیند کی حالت میں رونا یا چلانا (خاص کر بچوں میں)

جاگنے کی حالت کی نشانیاں اور علامتیں

01 سب سے اول اور سب سے بڑی نشانی یا علامت، اللہ تعالیٰ سے لاتعلقی، اس کی عبادت سے غفلت یا دوری، یا اس کی طرف نیت سے رغبت کا نہ ہونا۔

02 ذہنی پریشانیوں اور پراگندے خیالات کی کثرت۔

03 دائمی سستی اور (Indolence)۔

04 سر میں شدت سے درد۔

05 سینہ میں دباؤ، ضیق نفس (Narrowness)۔

06 جسم یا جسم کے بعض حصوں میں درد۔

07 جسم کا یا جسم کے بعض اعضاء کا گرم یا سرد ہونا (جو کسی قسم کی بیماری یا موسم کی وجہ سے نہ ہو)۔

08 بغیر سبب کے رونا یا آنسوؤں کا بہنا۔

09 جسم یا جسم کے بعض اجزاء کا کانپنا یا تھرانا (Shivering)۔

10 وہ بیماریاں جس کے علاج سے میڈیکل سائنس عاجز ہو، مثال کے طور پر: کینسر، شلل (Paralysis)، حمل کا نہ ٹھہرنا یا بار بار ساقط ہو جانا، مرگی (Epilepsy)، بانجھ پن، شکر کی علت، (خاص کر بچوں میں)۔

11 بالوں کا گرنا۔

12 جسم پر دانے نکلنا، کالے داغ دھبوں کا جسم پر ہونا۔

13 بھولنا اور غیر معمولی بھلاہٹ۔

14 جمائی کا زیادہ ہونا (Yawn)۔

15 بہت زیادہ کمزوری اور لاغر پن۔

16 غیر معمولی طور پر احتلام کا کثرت سے ہونا۔

17 حفظ اور یاد رکھنے کی قوت میں کمزوری کا پیدا ہو جانا۔

18 کسی علت یا بیماری کا کسی خاص دن، ہفتہ، مہینے یا سال میں کسی وقت مقررہ پر بار بار لاحق ہونا۔

19 کسی خاص گھر یا جگہ جا کر سینہ میں دباؤ یا دھڑکن کا زیادہ ہونا۔

20 عام مجلس یا رشتہ داروں کی مجلس میں سینہ میں دباؤ محسوس کرنا خاص کر اگر اس میں اس کی شادی، تعلیم، کام یا اس کی شخصیت سے متعلق بات چیت ہو۔

21 گھر یا دفتر یا کام کرنے کی جگہ سے ہمیشہ بھاگنے اور نکل جانے کا خیال پیدا ہونا۔

22 بیوی یا شوہر سے دور رہنے کا ہمیشہ احساس۔

23 ماہواری میں کمی یا زیادتی یا اس سے متعلق پریشانیاں۔

24 عورتوں کو رحم میں درد کا بار بار ہونا۔

25 پیٹ کا پھولنا، یا پیٹ میں ایک قسم کی آواز کا آنا، خاص کر عورتوں میں حمل کے دوران۔

26 برص کی بیماری یا جسم کے کسی حصہ میں سفید داغ کا پایا جانا۔

27 یہ احساس کہ کوئی شخص پیچھا کر رہا ہے اس کے بعد ڈر کر کانپنا یا تھر انا۔

28 شادی بیاہ میں رکاوٹیں، خاص کر لڑکیوں کے لئے رشتہ کا نہ آنا یا پسند کے باوجود دوبارہ نہ آنا۔

29 طب یا علاج سے ہٹ کر، جسم یا جسم کے کسی حصے میں درد کا ہونا۔

30 لوگوں سے ملنے جلنے والی طبیعت کا اچانک تنہائی پسند ہو جانا۔

31 اسباق و دروس کے مذاکرہ یا یاد کرنے سے بیزاری اور سستی یا اس وقت نیند کا غلبہ، آنکھوں میں کھجلی کا ہونا، آنسوؤں کا بار بار آنا خاص کر امتحانات کے اوقات میں۔

32 قرآن کی تلاوت یا شوہر سے ملتے وقت نیند کا غلبہ ہونا۔

33 پکوان یا نئے کپڑے پہننے یا خوشیوں کے موقع پر یا شوہر کے لئے بننے سنورنے کے اوقات میں ہاتھوں یا بازوؤں یا کندھوں میں درد کا ہونا۔

34 کمرہ امتحان میں داخل ہوتے ہی تمام اسباق کا بھول جانا اور باہر آنے کے بعد یاد آنا۔

35 رزق میں برکت کا نہ ہونا، اخراجات کا زیادہ ہونا، اتنا جلد ختم ہو جانا کہ بچا کر رکھنے کا موقع ہی نہ ملے اور بعض اوقات جمع شدہ رقم کا کسی خاص

واقعہ، حادثہ یا اچانک حالات میں خرچ ہو جانا۔

36 گھر کی دیواروں میں شکن کا آجانا، گرد و غبار کا زیادہ ہونا، فرنیچر کا جلد ٹوٹنا یا ضائع ہو جانا۔

37 ہمیشہ گھروں میں صراصیر (Cockroach)، چیونٹیوں، اور چوہوں کا زیادہ پایا جانا۔

38 گھروں میں عجیب و غریب حرکات و آواز کا آنا، چیزوں کا اپنی جگہوں سے خود بخود ہٹ جانا، بدل جانا، یا گم ہو جانا۔

چند احتیاطی تدابیر

- کتاب و سنت پر سختی کے ساتھ قائم رہنا۔
- ہمیشہ مسلمانوں کی جماعت سے وابستہ رہنا۔
- نمازِ باجماعت کی پابندی کرنا۔
- نماز کی صفوں میں خالی جگہ نہ چھوڑنا۔
- غیر محرم مردوں اور عورتوں کا خلوت میں نہ ملنا۔
- عورت کا تنہا گھر سے باہر نہ نکلنا۔
- ہر عمل میں شیطان کی مخالفت کرنا۔
- گھر میں نظر آنے والے سانپوں کو نہ مارنا۔
- بلوں اور سوراخوں میں پیشاب کرنے سے گریز کرنا۔
- وضو کے بعد زیر جامہ پر پانی کی چھینٹیں مارنا۔

- اللہ تعالیٰ سے استعاذہ (پناہ) کا طلب گار ہونا۔
- بیت الخلاء میں داخلے کے وقت استعاذہ۔
- ہم بستری کے وقت استعاذہ۔
- کسی وادی یا منظر پر اُترتے وقت استعاذہ۔
- گدھے کا ہینکنا سن کر شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنا۔
- مسجد میں داخلے کے وقت استعاذہ۔
- مسجد سے نکلتے وقت استعاذہ۔
- نماز میں شیطانی وسوسوں سے استعاذہ۔
- قرآن کی تلاوت کے وقت استعاذہ۔
- بچوں کے لئے استعاذہ۔
- بیماری کے وقت استعاذہ۔
- نیند میں بے چینی اور وحشت کے وقت استعاذہ۔
- برا خواب دیکھنے پر استعاذہ۔
- صبح وشام اور بستر پر لیٹتے وقت استعاذہ۔
- عقائد میں شیطانی وسوسوں سے استعاذہ۔
- موت کے وقت شیطانی حملے سے استعاذہ۔
- اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا۔
- توبہ واستغفار کرتے رہنا۔

- گھر میں بکثرت نوافل ادا کرنا۔
- شدید غصے کی حالت میں وضو کرنا۔
- ہاتھوں کو شیطانی نزغات سے محفوظ رکھنا۔
- گھروں کو گھنٹیوں اور موسیقی سے پاک رکھنا۔
- نیند سے اُٹھ کر تین بار ناک جھاڑنا۔

غروبِ آفتاب کے وقت بچوں کو گھر میں روک کے رکھنا، دروازوں کو بند کرنا، مشک کا منہ باندھ دینا، برتنوں کو کسی چیز سے ڈھانپ دینا اور سوتے وقت چراغوں کو گل کر دینا۔

- اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے کاموں میں بکثرت مشغول رہنا۔

(ماخوذ از کتاب جادو کی حقیقت مکتبہ دارالسلام)

(مذکورہ مواقع کے استعاذہ کی تفصیل کے لئے حصن المسلم، جادو کی حقیقت یا مسنون اذکار کی مستند کتب سے رجوع فرمائیں)

بعض نفسیاتی عوامل

علمِ نفسیات کے ماہرین کا یہ قول کافی حد تک درست اور مشاہدے سے ثابت ہے کہ جو انسان نفسیاتی طور پر جس قدر کمزور اور منفعل مزاج ہوتا ہے، اُس پر ان چیزوں کا اثر اتنی ہی جلدی اور زیادہ ہوتا ہے۔ قوتِ ارادی، خود اعتمادی، اللہ تعالیٰ پر توکل، قوتِ مدافعت، اعصاب کی مضبوطی اور وساوس و توہمات کو جگہ نہ دینا وہ چیزیں ہیں جو جادو کے اثرات کو مضمحل ہی نہیں بلکہ بیشتر حالات میں غیر موثر بنا

دیتی ہیں۔ مسلمان کو ہر حال میں شرعی اذکار اور ماثورہ تعوذات کے ذریعے اپنی حفاظت کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ چیزیں ایک مضبوط قلعہ اور ٹھوس زِرہ کی مانند ہیں۔

(ماخوز از کتاب جادو کی حقیقت مکتبہ دارالسلام)

مجھے بھی کچھ کہنا ہے

بیماری اور شفا صرف اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اس پر گواہ ہیں، کچھ بدؤوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، کیا ہم دوا سے علاج نہ کرائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! اللہ کے بندو! علاج کراؤ، اس لئے کہ اللہ نے جو بیماری بھی پیدا کی ہے، اس کے لئے شفا اور دوا بھی رکھی ہے سوائے ایک بیماری کے، لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیا بیماری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بڑھاپا! (ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندو! علاج کراؤ! اس لئے کہ اللہ عزوجل نے موت اور بڑھاپے کے سوا جو بیماری بھی اتاری ہے اس کے لئے شفا بھی رکھی ہے۔ (مسندِ احمد)

جن مجبور و مایوس بھائیوں کو طب، میڈیکل سائنس یا دوسرے علاج و معالجے کے بعد شفا نہیں ملی ہے، یا اس معروف علم سے استفادہ کئے بغیر، مسلم وغیر مسلم عاملوں اور نام نہاد روحانی معالجوں، کے دروازوں پر بھٹکتے پھرتے ہیں، غلط عقیدے، شرک و بدعت اور حرام و حلال کی تمیز کئے بغیر، سوائے اللہ کے دوسروں کے آستانوں کا چکر لگاتے رہتے ہیں، علاج کرواتے ہیں، اس کتاب سے

استفادہ کریں، ان شاء اللہ فائدہ ضرور ہوگا، یہ ایک مجرب نسخہ ہے، ظاہر بات ہے، اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسنون دعاؤں کی تاثیر سے انکار یا اس پر شک وشبہ، کسی بدقسمت و بدنصیب آدمی ہی کو ہوگا، مگر اس سے فائدہ حاصل کرنے والوں کو پہلے اپنے عقیدہ کو خالص اللہ کے لئے صحیح کرنا ہوگا، شرک وبدعت سے بالکل توبہ کرنی ہوگی، مقرر کردہ فرائض کا اہتمام کرنا ہوگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن باتوں کا حکم فرمایا ہے اس کی تعمیل کرنی ہوگی، اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے اس سے حتمی طور پر رکنا ہوگا اور اپنے آپ کو دور رکھنا ہوگا۔

مزید براں عہدِ نبوی کے ایک واقعہ کو بھی یاد رکھنا ہوگا جس سے پتہ چلتا ہے کہ اکمل، احذق اور حقیقی معالجِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بھی ایک عظیم صحابیہ رضی اللہ عنہا نے علاج پر صبر کے عوض جنت کو ترجیح دی، پس جس مریض کو کوئی معالج میسر نہ ہو یا وہ صحت یاب نہ ہو پائے تو وہ علاج کے لئے کسی ساحر کے پاس جانے کی بجائے اس تکلیف پر صبر کرے اور اللہ عزوجل سے دعا کے ذریعے خلاصی کا انتظار کرے تو ان شاء اللہ وہ بھی جنت کا مستحق ٹھہرے گا۔

ایک اہم وضاحت

عوف بن مالک اشجعی فرماتے ہیں کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، تو ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ تو آپ نے فرمایا اپنا دم مجھ پر پیش کرو۔ اس دم میں کچھ حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔ (شرح النووی علی مسلم)

اس حدیث کے پیش نظر ہم اس کتابچے میں جو مجموعہ آیات پیش کر رہے ہیں وہ مسنون تو نہیں مگر مجرباتِ سلفِ امت ہے۔

مجھ ناچیز کا ایک مشورہ ہے کہ گھر کے ہر فرد کو تلاوت کلام مجید کے ساتھ ہی کچھ لمحے کیلئے اس کتاب کی آیات کریمہ اور ادعیہ مسنونہ کو روزانہ ایک مرتبہ پڑھ ہی لینا چاہیئے تا کہ حفظ ما تقدم کے طور پر، مصیبتوں اور بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو صحیح استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مذکورہ بالا اذکار کے علاوہ استغفار و استعاذہ کے اور بہت سے صیغے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔ جنہیں ہم عدم طوالت کے پیشِ نظر یہاں ذکر نہیں کر رہے۔ استغفار و استعاذہ کے مزید صیغوں کے لئے

الورد المصفی المختار (مرتبہ شیخ عبدالعزیز بن عبد الرحمن آل سعود)، حصن المسلم (مرتبہ شیخ سعید بن وهف القحطانی)، اذکارالنافعہ (شیخ ڈاکٹر فضل الہی)، پیارے رسول کی پیاری دعائیں (مرتبہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی)، ذکرالہی (اردو ترجمہ کتاب عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی مترجم شیخ محمد الیاس عبد القہار السلفی)، دعائیں (مرتبہ شیخ بدرالزمان محمد شفیع نیپالی)، اذکار ماثورہ (مرتبہ پروفیسرطیب شاہین لودھی)، اذکار مسنونہ اور حصن حصین

وغیرہ جیسی دعاؤں کی مستند کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ

یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ

عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾ الفاتحۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓـمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ﴿۲﴾

الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا

رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ

وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ؕ﴿۴﴾

اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ ٭ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ
ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ
غِشَاوَةٌ ۫ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٧﴾ ع وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ
بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا
يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾ ؕ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ۵
بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿١٠﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي
الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿١١﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ
الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢﴾ البقرة

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ

الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا

يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ

دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ

السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ البقرة

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۬ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ

وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا

الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ

عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ

الْاَرْضَ ۚ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ

الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ

مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَ اللّٰهُ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ البقرة

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۤ

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا

اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا

تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ

قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَ اعْفُ

عَنَّا ۗ وَ اغْفِرْ لَنَا ۗ وَ ارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾ البقرة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿١﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿٢﴾ نَزَّلَ

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ﴿٣﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ

وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا

يَخْفٰى عَلَيْهِ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَ لَا فِى السَّمَآءِ ۝٥ هُوَ

الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٦ آل عمران

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا

الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

الْحَكِيْمُ ۝١٨ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۛ وَ مَا

اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝١٩ آل عمران

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ

اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ

يَطْلُبُهُ حَثِيثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُومَ

مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ

اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ الاعراف

وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ

بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ المومنون

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ المومنون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ

ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ

مَا بَيْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

بِزِيْنَةِ اِۨلْكَوَاكِبِ ۙ﴿۶﴾ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ﴿۷﴾

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ

جَانِبٍ ۖۗ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ

خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ الصافات

وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ
فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَ لَّوْا اِلٰى
قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا
اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ
اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ
وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ
اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ
اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ الاحقاف

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا
مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ

اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ

الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ

الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ

الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع الحشر

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ فصلت

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِى

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ الانبياء

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا

مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا

تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ ج فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ۵ وَّ نُحَاسٌ فَلَا

تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ ج فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ الرحمٰن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا

سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ لا يَّهْدِيْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ

لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ﴿۲﴾ لا وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا

اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ﴿۳﴾ لا وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا

عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿۴﴾ لا وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ

الْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ

يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّ

اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾

وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ

شُهُبًا ۙ﴿۸﴾ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ

يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾ الجن

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ

تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ ۚ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ۚ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ ۚ وَ

اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۚۖ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱۲۱﴾

رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ الاعراف

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ مَا
كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ
السِّحْرَ ۗ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ
مَارُوْتَ ؕ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا
نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا
يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ
بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ
وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي
الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۟ؕ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٣﴾ ع البقرة

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ

السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا

تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۴۵

اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ الْبٰقِيٰتُ

الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا ۴۶ الكهف

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ ۱۳۷ البقرة

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا

لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۷۶ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا

جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۷۷ قَالُوْٓا

اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ

لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٨﴾ یونس

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ

اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع یونس

وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا

كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ طٰہٰ

اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿١٥﴾ ج الطور

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ

مُّبِيۡنٌ ﴿۱۳﴾ النمل

وَ قَدِمۡنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰهُ هَبَآءً

مَّنۡثُوۡرًا ﴿۲۳﴾ الفرقان

قُلۡ اَغَيۡرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ هُوَ

يُطۡعِمُ وَ لَا يُطۡعَمُ ؕ قُلۡ اِنِّىۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ

اَسۡلَمَ وَ لَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۴﴾ قُلۡ اِنِّىۡۤ اَخَافُ

اِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّىۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۵﴾ مَنۡ يُّصۡرَفۡ

عَنۡهُ يَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۶﴾ وَ اِنۡ

يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنۡ

يَّمۡسَسۡكَ بِخَيۡرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۷﴾ الانعام

اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ

اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ
عَظِیْمٌ ﴿۱۷۲﴾ ج اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ
جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ
اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا
رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۷۴﴾ آل عمران

وَ اِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا
سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَ مَا هُوَ اِلَّا
ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۲﴾ ع القلم

قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَ یُخْزِهِمْ
وَ یَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ وَ یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ التوبة

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ یونس

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ
ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ النحل

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ الاسراء

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ۙ الشعراء

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ

اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ

وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ

بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ ع فصلت

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ لا طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ صلےج كَالْمُهْلِ ۚ

يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ لا كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ

فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ صلے ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ

عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ط ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾

اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ لا فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ ۚ الدخان

وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۙ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ

جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا

يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا

هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ ابراهيم

وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ

كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ

مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ؕ

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ج سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ

تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۙ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا

كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ

وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ابراہیم

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ لا

وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ لا اِلَّا مَنِ

اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ الحجر

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ز فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ

رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ ج يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ

الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ ط وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ق وَ ذُوْقُوْا

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٢٢﴾ الحج

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿٣﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ

كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِيْرٌ ﴿٤﴾ وَ

لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا

لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴿٥﴾ الملك

وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ

اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَ مَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾ يوسف

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ

بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ

يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿١٥٩﴾ البقرة

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ج

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ

مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾ النساء

وَ لَوْ لَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لا لَا قُوَّةَ اِلَّا

بِاللّٰهِ ج اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿٣٩﴾ ج

الكهف

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط يَهَبُ

لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾ لا اَوْ

يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ج وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ط

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾ الشورى

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ

مُّشَیَّدَۃٍ ؕ النساء

وَ لِکُلٍّ وِّجۡهَۃٌ هُوَ مُوَلِّیۡهَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ اَیۡنَ مَا

تَکُوۡنُوۡا یَاۡتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ

قَدِیۡرٌ ﴿۱۴۸﴾ البقرۃ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾ وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ﴿۲﴾

الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَکَ ۙ﴿۳﴾ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ

الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغۡتَ

فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾ ع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ
اَثْقَالَهَا ۝٢ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَئِذٍ
تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝٤ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝٥ يَوْمَئِذٍ
يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝٦ فَمَنْ
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝٧ وَ مَنْ يَّعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِ ۝٢
فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ
جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝٤

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ
یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ
شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی
الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ
النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ
یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ

صبح وشام تین (3) بار

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ

فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

صبح وشام تین (3) بار

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

صبح وشام سات (7) بار

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

صبح وشام تین (3) بار

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

نماز فجر و نماز مغرب کے بعد (7) سات بار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ

وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ

نماز فجر کے بعد سو (100) بار

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ

وَ شَرِّ عِبَادِهٖ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ

يَّحْضُرُوْنِ

نماز فجر کے بعد سو (100) بار

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

نماز فجر کے بعد سو (100) بار

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

کثرت سے پڑھیں

ہر نماز کے بعد

آیۃ الکرسی، سورہ الکافرون، سورہ النصر، ایک ایک بار، سورہ الاخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس تین تین بار

لوگوں کو دم کرنے کو دیگر مشاغل ترک کرکے بطور پیشہ اپنا لینا

سوال: آج کل کچھ طالب علم (روحانی عاملین ردم کرنے والے حضرات)، مریضوں پر دم کرنے کے حوالے سے مشہور ہیں۔ اور پریشان حال لوگوں کی کثرت، اور جو خطیر مال وہ دم کرنے والے کو دیتے ہیں، نیز ذرائع مواصلات کی کثرت اور با آسانی دستیابی کے پیشِ نظر یہ دم کرنے والے حضرات دیگر مشاغل ترک کرکے اپنا اکثر وقت مریضوں پر دم کرنے کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنے گھروں میں علاج کی جگہ بنا رکھی ہے۔ جہاں انہوں نے علاج کے لئے ضروری تیاریاں مہیا کی ہیں۔ نیز علاج کے لئے بالکل ہسپتالوں کی طرح اوقات مقرر کر رکھے ہیں۔ اس طرح انہوں نے اس کام کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے۔ تو روحانی علاج کی اس صورت کا کیا حکم ہے؟ جس میں کیفیتِ مذکورہ بھی شامل ہے۔ جس کی مثال پچھلے ادوار میں نہیں ملتی۔

جواب: اس سوال کا جواب دینے کے لئے میں اللہ کی توفیق طلب کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دم کو جائز قرار دیا ہے، اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اجرت لینے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری میں امام بخاری نے ایک باب کا یہ عنوان رکھا ہے۔ ”سورۃ فاتحہ کے ساتھ دم کرنے کی شروط کا بیان“ اور انہوں نے اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا ایک گروہ ایک تالاب کے پاس مقیم

لوگوں کے پاس سے گزرا، جن میں کسی آدمی کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا تھا۔ تو اس تالاب کے قریب رہنے والوں میں سے ایک آدمی ان (صحابہ کرام) کے پاس آیا اور بولا: کیا تم میں سے کوئی دم کر سکتا ہے۔ کیونکہ ہم تالاب والوں میں ایک آدمی ہے جسے سانپ یا بچھو نے ڈسا ہوا ہے۔ تو ان (صحابہ کرام) میں سے ایک آدمی گیا اور اس نے کچھ بھیڑوں کے عوض سورۃ فاتحہ کی تلاوت کر کے دم کیا، تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ وہ صحابی بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے، تو انہیں یہ کام ناگوار گزرا اور بولے: تو نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اجر لیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے زیادہ اجرت کی حق دار کتاب اللہ ہے۔"

(صحیح بخاری، فتح الباری کے ساتھ، 169/10)

تو جب یہ طے ہو گیا کہ دم جائز ہے، اور اس کی اُجرت لینا بھی جائز ہے تو موضوعِ بحث صرف اس کیفیت تک محدود رہے گا، جسے آج کل بعض دم کرنے والے حضرات نے اختیار کر رکھا ہے۔ یعنی دم کرنے کے لئے دیگر مشاغل ترک کر کے اسے بطور پیشہ اپنا لینا، اور لوگوں میں اس کے حوالے سے مشہور ہو جانا۔ میری نظر میں اس کیفیت کے دم کرنے والے شخص یا جن پر دم کیا جاتا ہے، ان کے حوالے سے نقصانات ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

اول

دم کرنے والے کے پاس لوگوں کے ہجوم سے عوام کے اس وہم میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے کہ اس شخص کی کوئی خاص تاثیر ہے۔ اس طرح قاری کی اہمیت،

پڑھے جانے والے کلام سے بڑھ جاتی ہے حالانکہ پڑھا جانے والا، اللہ کا کلام ہے۔ بلکہ نوبت تو یہاں تک جا پہنچتی ہے کہ ان لوگوں میں سے زیادہ تر اس کلام کی اہمیت اور فائدے کے بارے میں سوچتے بھی نہیں، اور ان کی توجہ محض دم کرنے والے پر مرکوز رہتی ہے۔

حالانکہ دم کرنے کے عمل میں اصل اہمیت پڑھے جانے والے کلام کی ہے، اور پڑھنے والا اس کے بعد آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ہم قرآن سے وہ کچھ نازل کرتے ہیں، جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔" (بنی اسرائیل: آیت نمبر 82)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"کہہ دیجئے، یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔"

(حم السجدہ: آیت نمبر 44)

یاد رہے کہ دم کرنے کے عمل میں، دم کرنے والے کی استقامت، قوتِ ایمانی، اور اس کے اپنے رب پر توکل کی تاثیر کی نفی مقصود نہیں ہے بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ اصل اثر انگیز کے تابع ہے، اور اصل اثر انگیز تمام جہانوں کے رب کا کلام ہے۔ لہٰذا ہر وہ امر جو لوگوں کے قرآن پر اعتماد کو کمزور کرتا ہے، اسے بند کر دینا اور نہ کھولنا ہی درست ہے۔

ابن القیم فرماتے ہیں: "تو قرآن تمام قلبی اور بدنی، دنیوی اور اُخروی بیماریوں سے مکمل شفا ہے۔ لیکن ہر کوئی نہ تو اس سے شفا حاصل کرنے کا اہل ہوتا ہے اور نہ

ہی اس مقصد میں کامیاب۔ ہاں اگر مریض اس سے بہترین طریقے سے اپنا علاج کرے، اور بیماری کے مقابلے میں قرآن پر سچے ایمان، مکمل قبولیت اور پختہ یقین کے ساتھ تمام شرائط کو پورا کرتے ہوئے قرآنِ کریم کو پیش کرے تو بیماری ہرگز اس کی مزاحمت نہیں کرسکتی۔ بیماریاں کیسے آسمان وزمین کے پروردگار کے اس کلام کی مزاحمت کرسکتی ہیں جو اگر کسی پہاڑ پر نازل ہو تو اسے ریزہ ریزہ کر دے، اور اگر زمین پر نازل ہو تو اسے توڑ ڈالے۔ (زاد المعاد 352/4)

دوم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے قابلِ اعتماد علماء اسلام کے طرزِ عمل کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی اپنے پیشے کو ترک کر کے اپنے زیادہ تر وقت کو مریضوں کے روحانی علاج کے لئے وقف نہیں کیا، نہ ہی اسے پیشہ کے طور پر اختیار کیا، اور نہ ہی اس حوالے سے اس قدر مشہور ہوا کہ اس کا نام لیتے ہی علاج ذہن میں آجائے۔ بلاشبہ مرض تو ہر زمانے میں کثرت سے لوگوں کو لاحق ہوتے رہے لیکن ہم نے ایسا نہیں دیکھا کہ مسلمانوں کے خلفاء نے مریضوں پر دم کرنے کے لئے کوئی قاری اس طرح مقرر کیا ہو، جیسے وہ مفتی اور قاضی مقرر کیا کرتے تھے۔ جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ مریض اپنے آپ پر کتاب اللہ پڑھ کر دم کرلے، تاہم اگر اسے فضل و استقامت سے متصف کوئی عالم مل جائے، اور وہ اس سے دم کی درخواست کرے، تو اگر وہ اس پر دم کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

یہ بات بھی معروف ہے کہ کوئی عمل جس کی اصل شریعت سے ثابت ہو، اس وقت ممنوع ہو جاتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی نئی کیفیت آ جائے۔ لہٰذا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ثابت ہے کہ وہ ایک عورت کے پاس سے گزرے، جس کے پاس ایک تسبیح تھی جس پر وہ تسبیح کر رہی تھی۔ تو آپ نے اسے توڑ کر پھینک دیا۔ پھر آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کنکریوں سے تسبیح کر رہا تھا تو آپ نے اسے پاؤں سے ٹھوکر لگائی۔ پھر کہا: ''تم لوگ زیادتی کرتے ہوئے بدعت لے آئے ہو، یا کہا تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے علم میں بڑھ گئے۔''

(سنن الدارمی، 68/1، اور البدع لابن وضاح، ص ۸)

(الدوسری نے النہج میں اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ النہج السدید، 35)

اور اگر مریضوں کے علاج کے لئے اپنے دیگر مشاغل ترک کر کے اکثر وقت وقف کرنا، اسے پیشے کے طور پر اختیار کرنا، اور اس کے حوالے سے لوگوں میں مشہور ہونا واقعی نیکی کا کام ہوتا، تو ہم سے پچھلے لوگ اسے کر چکے ہوتے۔ یہاں کوئی شخص ہرگز یہ گمان نہ کرے کہ موجودہ زمانے میں مریضوں کی تعداد پچھلے زمانوں کے مریضوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے خلفاء یا ائمہ اربعہ کے سامنے اس طرح ہجوم نہ کیا، جس طرح وہ آج دم کرنے والے کے گرد کرتے ہیں۔ بلکہ جو امر دم کرنے والے کی شہرت کا اصل سبب بنتا ہے، وہ دم کرنے کے لیے ایک جگہ مقرر کرنا، اور مریضوں کی مرضی کے مطابق ان کو آنے کی اجازت دینا، نیز اس کام کے لئے اسی طرح اوقات مقرر کرنا ہے جس طرح

طبیب، تاجر یا صنعتکار کرتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ اگر بیماروں کو دم کرنے کے لئے ایک دکان کھول لیتے اور ان کی مرضی کے مطابق ان سے ملاقات کرتے، تو آپ کبھی کسی صفحے پر کوئی لفظ نہ لکھ سکتے، خصوصاً اُس دور میں جب مشائخ اور صوفیاء سے عقیدت، اور جہالت وخرافات عام تھی۔ علماء اہلِ سنت، اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بے پناہ رحمت نازل کرے، نے اس طریقہ علاج کو محض اپنے گہرے فہم کی بنا پر چھوڑا ہے۔



سوم

کچھ بعید نہیں کہ شیطان جب لوگوں کا ایک شخص پر حد سے زیادہ اعتماد دیکھیں، تو وہ بھی بظاہر اس کی مدد کرتے ہوئے اس سے ڈرنے اور مریض سے نکل جانے کا اعلان کردیں۔ اور قاری کو محسوس ہی نہ ہو کہ شیطان ایسا اس لئے کررہے ہیں تاکہ لوگوں کا اعتماد پڑھے جانے والے کلام سے زیادہ پڑھنے والے پر ہوجائے، اور وہ سمجھیں کہ اس قاری کے پاس کوئی خصوصی راز ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب ان کی اہلیہ نے کہا: میری آنکھ بہتی یا پھڑکتی تھی، تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی تھی، تو جب وہ اسے دم کرتا، وہ ٹھیک ہوجاتی'' تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ شیطان کا کام ہے، وہ اپنے ہاتھ سے اسے ضرب لگاتا تھا، تو جب آپ اس پر دم کرواتی ہو تو وہ باز آجاتا۔'' (مسند احمد، 381/1)

(اس حدیث کو البانی نے السلسلۃ الصحیحۃ میں نقل کیا ہے 584/1)

بلاشبہ شیطان، انسانوں کے خلاف بہت بڑی چالیں چلتے ہیں، جنہیں صرف

دین کا گہرا فہم رکھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔تو یقیناً لوگ دم کرنے والے قاری کے پاس دور دراز سے سواریاں دوڑاتے ہوئے آ کر خوب ہجوم لگاتے ہیں اور جب اس کے بارے میں پھیلی ہوئی عجیب وغریب کہانیاں سنتے ہیں کہ کیسے کئی ایسے لوگ جنہیں دورہ پڑا تھا، شیطان ان کی زبان پر دم کرنے والے قاری کے سامنے بولے اور اُس نے اُن سے مریض میں واپس نہ آنے کا وعدہ لیا۔ جب یہ خبریں کثرت سے پھیل جاتی ہیں، ہر بیمار اس قاری سے ملنے آجاتا ہے تا کہ یہ اطمینان کر لے کہ اس کے اندر جن تو نہیں۔ اب اگر یہ حالت کرامت بھی ہو تو قاری کے لئے درست یہ ہے کہ اس کے انجام سے ڈرے۔تو جب یہ بعید نہ ہو کہ یہ شہرت استدراج میں سے ہو، یا یہ شیطان کی کوئی چال ہو، تو تب اس کا خطرہ کتنا زیادہ ہوگا!

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''چونکہ خارقِ عادت کام کرنے سے نیک لوگوں کا درجہ کم ہوتا ہے لہٰذا اکثر نیک لوگ گناہوں جیسے زنا اور چوری سے توبہ کرتے ہیں اور یہ کرامات ان میں سے بعض کو پیش آتی ہیں، تو وہ اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ انہیں ان سے دور کر لیا جائے، اور ان میں سے ہر ایک اپنے مرید کو منع کرتا ہے کہ کرامت کے حصول کو منزل سمجھ کر عمل ترک نہ کرے، نہ ہی کرامت کے حصول کو اپنا مقصد بنائے، نہ ہی ان کے حصول پر اِترائے (یہ سب احتیاط اس اَمر کے باوجود ہے کہ) وہ انہیں کرامات سمجھتے ہیں۔تو جب ایسے خوارق بالحقیقت شیطان کی طرف سے ہوں، تو پھر معاملہ کتنا خطرناک ہوگا؟! کیونکہ میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جن سے پودے مخاطب ہوتے ہیں، اور انہیں اپنے فوائد سے

آگاہ کرتے ہیں، حالانکہ درحقیقت ان سے وہ شیطان مخاطب ہوتا ہے جو ان پودوں میں گھسا ہوتا ہے۔ اور میں ان لوگوں سے بھی واقف ہوں جن سے پتھر اور درخت مخاطب ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: ''مبارک ہو اے اللہ کے ولی، تو وہ آیۃ الکرسی پڑھتا ہے، اور جن بھاگ جاتا ہے۔ اور میں اسے بھی جانتا ہوں جو پرندے کو شکار کرنے لگتا ہے، تو چڑیاں وغیرہ اسے مخاطب کر کے کہتی ہیں: ''مجھے پکڑ لو، تا کہ مجھے غریب لوگ کھائیں۔'' اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان ان پرندوں کے اندر سے انسان سے ہم کلام ہوتا ہے۔'' (الفتاویٰ 30/11)

چہارم

یہ بھی عین ممکن ہے کہ وہ قاری جس کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم لگا رہتا ہو، جب وہ ان مریضوں کی کثرت دیکھے، جنہیں اللہ تعالیٰ اس کے دم کے سبب عافیت عطا کرتا ہے، اور جب دیکھے کہ شیطان اس سے ڈر کر مریضوں سے نکل جاتے ہیں، یہ سب دیکھ کر قاری یہ سمجھنے لگے کہ وہ نیک اولیاء میں سے ہے، اور خود ستائشی کا شکار ہو جائے۔ سلف صالحین، اللہ ان سے راضی ہو، اس قسم کی باتوں سے ڈرتے تھے اور ان کے راستوں کو بند کرتے تھے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: ''عمر ابن خطابؓ نے اُبی بن کعبؓ کے ساتھ لوگوں کی ایک جماعت دیکھی، تو کوڑا (دُرّہ) لے کر ان پر چڑھ دوڑے۔ اُبیؓ نے یہ دیکھ کر کہا: غور کریں، آپ کیا کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! عمرؓ نے کہا: کیا آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ یہ جس کی پیروی ہو رہی ہے اُس کے لئے فتنہ ہے اور

جو پیروی کر رہے ہیں اُن کے لئے ذلت ہے۔" (تذکرۃ الحفاظ برائے امام ذہبی، 8/1)

ملاحظہ کیجئے، کہ عمر رضی اللہ عنہ، اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں پیروی کرنے والوں اور شاگردوں کی کثرت سے ڈرتے ہیں، جو اُن کے پیچھے چلیں، تو دیگر لوگ تو خوف کے زیادہ حقدار ہیں، اور انہیں فتنے کا ذریعہ بند کرنے کی زیادہ کوشش کرنا ہوگی۔ مذکورہ بالا قاری اُس طبیب کی طرح نہیں جس کے دروازے پر لوگ، اکھٹے ہوتے ہیں۔ کیونکہ طبیب/ڈاکٹر تو معروف طریقے سے علاج معالجہ کرتا ہے، اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ علاج تب ہی نفع بخش ہوگا، جب وہ اُسے تجویز کرے گا، بلکہ اُسے اچھی طرح علم ہوتا ہے کہ شفا طبیب کی بجائے علاج سے مربوط ہے۔ کیونکہ قرآنِ کریم تو سب لوگوں کے پاس موجود ہے، اور وہ اُس کی تلاوت بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود اُن کی بھرپور خواہش ہوتی ہے کہ قاری اُسے پڑھ کر انہیں دم کرے۔ اس طرح اس کے اندر فخر اور خود ستائشی اور اسی قسم کے بے بنیاد وہم پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ یقیناً اس قسم کی باتوں سے اجتناب ہی افضل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پنجم

عام طور پر دیکھا جاتا ہے، کہ اس قسم کے قاری حضرات کچھ بے بنیاد دعوے بھی کرتے ہیں۔ مثلاً جب وہ مریض پر دم کرتے ہیں، اور کوئی جن اُس کی زبان پر نہیں بولتا، تو کہتے ہیں: تم میں کوئی جن نہیں، اور تمہیں نظر لگی ہے۔ یا کہتے ہیں: تمہارے اندر نہ تو جن ہے، اور نہ ہی تمہیں نظر لگی ہے۔ جب وہ اس طرح کی بات

کرتے ہیں تو گویا وہ کہہ رہے ہوتے ہیں: جب بھی ہم کسی ایسے شخص پر پڑھیں جسے دورہ پڑا ہو، تو ضروری ہے کہ جن ہم سے ڈر کر یا ہماری تلاوت سے ڈر کر ہمارے ساتھ ہم کلام ہو۔ لیکن اس بات کی کوئی (شرعی یا عقلی) دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شخص جسے دورہ پڑا ہو، جب اُس پر دم کر کے جن کو خوفزدہ کیا جائے، تو کبھی تو وہ واقعی ڈر کر بولنے لگتا ہے، اور کبھی نہ تو بولتا ہے اور نہ ہی ڈرتا ہے۔ تو وہ یہ دعویٰ یقین کے ساتھ کیسے کرتے ہیں کہ جس کو دم کیا جا رہا ہے اُس میں کوئی جن نہیں یا اُسے نظر نہیں لگی۔ اور اس کا نتیجہ یوں بھی نکل سکتا ہے کہ مریض اس قسم کے حالات میں قاری کی بات سن کر مسنون دعائیں پڑھنا چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور تو ایسی بات مت کہہ جس کا تجھے علم نہ ہو، بے شک سماعت، بصارت اور دل سب سے اُس کے بارے میں سوال کیا جائے گا'' (بنی اسرائیل، 36)



ششم

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ مذکورہ قاری حضرات کئی لوگوں کو اکٹھا کر کے، وقت بچانے کی خاطر سب کو ایک ہی بار دم کرتے ہیں، پھر اُن کے برتنوں کے پاس سے گزرتے ہوئے اُن میں تھتکارتے ہیں۔ اور وہ تھوک جو قرآن کریم کے پڑھتے ہوئے اُن کے منہ میں تھا وہ تو اکثر اوقات پہلے یا دوسرے برتن ہی میں ختم ہو جاتا ہے۔ تو اُس قاری کے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اُس کا لعاب سارا ہی بابرکت ہے چاہے وہ قرات قرآن کے وقت اُس کے منہ میں نہ ہو؟ اور وہ کس طرح ایک دفعہ دم پڑھ کے سو یا سو سے زیادہ برتنوں میں تھتکارنے کو جائز قرار دیتا

ہے؟ اور اس صورت کی سلف صالحین کے عمل سے کہاں دلیل ملتی ہے؟



مذکورہ بالا کیفیت سے قاری حضرات کو حاصل ہونے والے زرِ کثیر کے پیش نظر، کچھ شعبدہ باز اور مکار لوگ دم کرنے والے کا بھیس بدل کر اس مقصد کے لئے دکانیں کھول لیتے ہیں۔ اور حق میں باطل کی آمیزش کر دیتے ہیں، جس سے لوگوں پر ایک بڑے فساد کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور ان بازی گروں کی ان قاری حضرات سے مشابہت کی بنا پر جو اپنے دم میں شعبدہ بازی اور علمِ نجوم کی آمیزش نہیں کرتے، دونوں قسم کے لوگوں میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے اکثر اوقات ان بازی گروں کو منع بھی نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا جو امور شر اور فساد کا ذریعہ بنتے ہوں، انہیں بند کر دینا ضروری ہے، خواہ انہیں اختیار کرنے والا درست ارادے سے ہی اختیار کرے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں، اور محقق علماء کے گروہ نے قرآنِ کریم کو تعویذ بنا کر لٹکانے کو صرف اسی لئے منع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بجائے تعویذ پر توکل ذریعہ نہ بن جائے۔

(فتح المجید: صفحہ نمبر 132 اور معارج القبول 382/1)

حالانکہ قرآنِ کریم اللہ کا کلام ہے اور اسی سبب کی بنا پر یہی فتویٰ سعودی عرب کی مستقل کمیٹی برائے علمی تحقیقات و فتاویٰ کے ارکان نے بھی دیا ہے۔ فتویٰ نمبر 992، بتاریخ 4/4/1395ھ

(مجلہ البحوث الاسلامیہ، جلد نمبر 25 سال 1409ھ، ص 40)

ہشتم

مذکورہ بالا طریقے سے دم کرنے والے حضرات، جو دم کو دیگر مشاغل ترک کر کے پیشہ بنا لیتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ یہ طریقہ کار مستحب یعنی پسندیدہ ہے۔ اور استحباب شرعی حکم ہے۔ اور اس بنا پر عبادت ہے۔ یہ عقیدہ انہیں بدعت کا شکار کر دیتا ہے۔ کیونکہ جس شخص نے بھی ایسی (عبادت) کو مستحب قرار دیا جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین نے ضرورت کے باوجود اپنے زمانوں میں نہیں کیا، تو اُس نے بدعت کا دروازہ کھولا۔

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز خلفاء راشدین نے اگرچہ مریضوں کو دم کیا ہے اور اُس پر اُجرت بھی لی ہے جیسا کہ ابتدا میں گزر چکا ہے، تاہم انہوں نے اس اَمر کے لئے دیگر مشاغل ترک نہیں کئے، اور اس کے حوالے سے نمایاں طور پر لوگوں میں اس قدر مشہور نہیں ہوئے کہ جب اُن میں سے کسی کا نام لیا جائے تو فوراً ذہن میں لوگوں پر دم کرنے کا عمل آ جائے کیونکہ وہ صرف یہی کام کرتا ہے۔ نہ ہی انہوں نے اسے ایسا پیشہ بنایا جسے رزق کے حصول کا واحد ذریعہ سمجھا جائے۔

نہم

بعض صحابہ کرام اور تابعین دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے مشہور ہوئے جیسے سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو عشرۃ مبشرۃ بالجنۃ میں سے ایک ہیں، اور جن کے لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبولیتِ دعا کی دعا کی تھی۔

(سیر اعلام النبلاء 11/1، اور ذہبی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

نیز تابعین میں سے اویس قرنیؒ دعا کی قبولیت کے حوالے سے مشہور ہوئے۔ اس کے باوجود یہ کہیں ذکر نہیں کیا گیا کہ مسلمان اُن کے دروازے پر فوج در فوج دعاؤں کی درخواست لے کر جمع ہوئے ہوں۔ حالانکہ مسلمانوں کو اپنے دین اور دنیا کی درستگی کے لئے ایسے لوگوں کی دعا کی ضرورت ہوتی ہے۔ حالانکہ شرعی طور پر اس امر سے کچھ مانع نہیں کہ مسلمانوں کا کوئی فرد ایسے لوگوں میں سے کسی سے دعا کی درخواست کرے۔ جیسا کہ عمر ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ نے اویس قرنیؒ سے دعا کی درخواست کی تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے کا کہا تھا۔ اس کے باوجود اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عمر ابنِ خطاب اگر اہلِ مدینہ کو اویس کے پاس دعا کی درخواست کی غرض سے اکٹھا ہوتا دیکھتے، اور دیکھتے کہ اہلِ مکہ اور اہلِ عراق بھی اس کام کے لئے اُمڈ آئے ہیں، تو وہ ضرور انہیں منع کرتے باوجود یہ کہ انہوں نے خود یہ کام کیا۔ اور ممانعت کی وجہ لوگوں اور اویس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہوتا۔ اور اویس قرنیؒ کا اپنے آپ کو اور لوگوں کو فتنے سے محفوظ کرنے کی خاطر خود کو چھپانے کی کوشش کرنا ان کے فہم کی گہرائی کی علامت ہے۔

اُسیر بن جابر سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب یمن سے لشکرِ اسلام کی مدد کرنے والے آتے تو آپ پوچھتے: ''کیا تم میں اویس بن عامر ہے۔'' حتی کہ آپ اویس کے پاس پہنچ گئے۔ تو آپ نے کہا: ''تم اویس بن عامر ہو؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ (عمرؓ) نے کہا: مراد قبیلہ کی شاخ قرن سے؟ (اور) عمرؓ نے کہا: تو کیا تجھے کوڑھ کا مرض تھا، پھر ایک درہم کے برابر جگہ کے سوا

تمہارا باقی تمام جسم اس سے صحت یاب ہو گیا؟ اُس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے کہا: کیا تمہاری ماں ہے؟ اُس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''تمہارے پاس لشکرِ اسلام کی مدد کرنے والے یمنی لوگوں کے ساتھ اویس بن عامر آئے گا، جو مراد قبیلہ کے ذیلی قبیلے قرن سے تعلق رکھتا ہے، اُسے کوڑھ کا مرض لاحق تھا، پھر ایک درہم کے برابر جگہ کے سوا اُس کا سارا جسم صحت یاب ہو گیا، اُس کی ماں ہے جس کے ساتھ وہ بڑا نیک سلوک کرتا ہے، وہ شخص اگر اللہ کی قسم اُٹھالے، اللہ اُسے ضرور سچا کر دے گا، تو اگر تیرے لئے ممکن ہو کہ وہ تیرے لئے مغفرت مانگے، تو تو ایسا ضرور کرنا۔'' لہٰذا میرے لئے (اللہ سے) مغفرت طلب کرو۔

تو اُس نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے مغفرت طلب کی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اُس نے کہا: کوفہ کا۔ عمر نے کہا: تو کیا میں تمہارے لئے اُس کے گورنر کو نہ لکھ بھیجوں۔ اویس نے کہا: مجھے عام، معمولی لوگوں کے ساتھ رہنا زیادہ پسند ہے۔ راوی کہتے ہیں: تو جب اگلا سال آیا، تو اُس قبیلے کے اشراف میں سے ایک شخص حج کے لئے آیا، اور اُس کا سامنا عمر رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ انہوں نے اُس سے اویس کے بارے میں پوچھا، اُس نے کہا: جب میں آیا تو اُس کا گھر خستہ حال، اور اُس کا سامان تھوڑا تھا۔ عمرؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''تمہارے پاس لشکرِ اسلام کی مدد کرنے والے یمنی لوگوں کے ساتھ اویس بن عامر آئے گا، جو مراد قبیلہ کے ذیلی قبیلے قرن سے تعلق

رکھتا ہے، اُسے کوڑھ کا مرض لاحق تھا، پھر ایک درہم کے برابر جگہ کے سوا اُس کا سارا جسم صحت یاب ہو گیا، اُس کی ماں ہے جس کے ساتھ وہ بڑا نیک سلوک کرتا ہے، وہ شخص اگر اللہ کی قسم اُٹھا لے، اللہ اُسے ضرور سچا کر دے گا، تو اگر تیرے لئے ممکن ہو کہ وہ تیرے لئے مغفرت مانگے، تو تو ایسا ضرور کرنا۔'' تو وہ شخص (حج سے واپسی پر) اویس کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے لئے استغفار کرو! اویس نے کہا: تم ابھی ابھی ایک نیک سفر سے واپس آئے ہو، لہٰذا تم میرے لئے استغفار کرو۔ اویس نے (مزید) کہا: کیا تم عمرؓ سے ملے ہو؟ اُس نے کہا: ہاں۔ تو اویس نے اس آدمی کے لئے استغفار (مغفرت طلب کرنا) کیا، لوگوں کو اصلی معاملے کا پتہ چل گیا تو اویس نے اپنی راہ لی۔ اُسیر نے کہا: اور میں نے اُسے ایک چادر پہنائی، تو جب بھی اُسے کوئی شخص دیکھتا، کہتا: اویس کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی۔

(صحیح مسلم شرح نبوی کے ساتھ 95/16)

اور میری رائے میں دم کرنا دعا کی طرح ہے، بلکہ وہ دعا ہی ہے اور اسی طرح اگر کسی ملک کے لوگ کونے کونے سے کسی شخص کے گرد اکھٹے ہو جائیں، جس کی سیرت میں نیکی نمایاں ہو، تا کہ وہ اُن کے بچوں کو کھجور وغیرہ کی گھٹی دے، تو لوگوں اور اُس شخص کے فتنے میں مبتلا ہونے کے خدشے کے پیشِ نظر ایسا کرنا نامناسب ہوگا۔ جناب سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہابؒ برکت کے حصول کی اس صورت اور اس قسم کی دیگر صورتوں کے بارے میں کہتے ہیں: ''اور اس قسم کا کام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور شخص کے ساتھ کرنے کی صورت میں یہ خدشہ

ہے کہ وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے، اور وہ خود پسندی میں گرفتار ہو کر، تکبر اور ریا کاری کا شکار ہو جائے، تو یہ عمل کسی کے منہ پر اُس کی تعریف کی طرح یا اُس سے زیادہ نقصان دہ ہو جائے گا۔" (تیسیر العزیز الحمید، 186)

میں کہتا ہوں: تو پھر اُس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس کے پاس ہزاروں لوگ قاضیوں، مفتیوں اور اہلِ علم کو چھوڑ کر آ جاتے ہیں، تا کہ وہ انہیں دم کرے۔ کیا اُس پر فتنے کا خدشہ نہیں ہے!؟



جب یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ اس معاملے میں لوگوں کے حوالے سے خرابی ہے۔ اور خاص طور پر اُن عوام کے حوالے سے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے کلام پر بھروسے سے زیادہ قاری پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ شفا اُس شخص کے ساتھ مربوط ہے کیونکہ وہ اُس کے پاس اس قدر ہجوم دیکھتے ہیں، جو اکثر نیک علماء کے پاس نہیں ہوتا، نیز یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اس سلسلے میں قاری کا اپنا ایمان شہرت اور خود پسندی کے فتنوں کے باعث خطرے میں ہوتا ہے نیز اس کام میں دم کرنے کی ایسی کیفیت ایجاد کی گئی ہے جو سلف صالحین کے ہاں معروف نہیں تھی، جیسا کہ سینکڑوں لوگوں کو ایک بار پڑھنے کے بعد اکھٹے دم کرنا، اور اس پڑھائی کے بعد ان کے تمام برتنوں میں پھونک مارنا۔ تو جب یہ ساری خرابیاں کھل کر سامنے آ گئیں تو بلا شبہ درست یہ ہے کہ خرابی کو دور کرنا، فائدے کے حصول پر مقدم رکھا جائے، خاص طور پر جب خرابی، فائدے پر

بھاری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور یہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہیں گالی نہ دو، مبادہ یہ لاعلمی اور طیش میں آ کر اللہ کو گالی دیں۔"

(الانعام: آیت نمبر 108)

تو مشرکوں کا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ایک بڑی خرابی ہے۔ جبکہ مومنوں کا مشرکین کے معبودوں کو گالی دینا ایک عظیم بھلائی ہے۔ اس کے باوجود خرابی کو ہٹانا، بھلائی کے حصول پر مقدم رکھا گیا ہے، کیونکہ اس امر سے پیدا ہونے والی برائی اُس سے حاصل ہونے والی اچھائی سے بڑی ہے۔



یازدہم

لوگوں پر دم کرنے کے لئے دیگر مشاغل ترک کرنے والا شخص، لوگوں کے لئے دعا کرنے کے لئے مشاغل ترک کرنے والے شخص کی طرح ہے۔ کیونکہ دم اور دعا دونوں ایک ہی قبیل سے ہیں، تو کیا طالب علم (دم کرنے والے حضرات) کے لئے مناسب ہے کہ لوگوں کو دعوت دے کہ آؤ میں تمہارے لئے دعا کروں!! اور یہ سلف صالحین کے طریقے کے بھی مخالف ہے۔ کیونکہ عمر ابن خطاب اور دیگر صحابہ اور تابعین، اللہ اُن سب سے راضی ہو، یہ ناپسند کرتے تھے کہ اُن سے دعا کی درخواست کی جائے، اور کہا کرتے تھے: کیا ہم انبیاء ہیں؟!

(الحکم الجدیرة بالاذاعة، ابن رجب، صفحہ نمبر 54)

دوازدہم

مذکورہ بالا طریقے کا لوگوں کے درمیان رواج پا جانا، عام لوگوں اور جن کے پاس علم نہیں ہے انہیں اس مغالطے میں مبتلا کر سکتا ہے کہ یہی دم کا صحیح طریقہ ہے اور اس طرح لوگ دوسروں سے دم کی درخواست کرتے رہیں گے، اور فرد کا اپنے آپ کو دم کرنے کا مسنون طریقہ ختم ہو جائے گا، جس میں لوگ خود اپنے آپ کو آسمان و زمین کے رب کے سامنے پیش کرتے ہیں، اور اُس سے شفا طلب کرتے ہیں۔

دم پر اجرت لینے کے بارے میں علامہ وحید عبد السلام بالی کا موقف

علامہ وحید عبد السلام بالی، مصر کے ایک نوجوان عالم ابو منذر خلیل ابراہیم کی تالیف (اردو ترجمہ جادو اور آسیب کا کامیاب علاج مطبوعہ مکتبہ دار السلام) کے مقدمہ میں یوں قلم طراز ہیں:

"۔۔۔ پھر اللہ سبحانہ کی مشیت ہوئی کہ اس نے اس کام (قرآنی علاج) کے لئے کچھ مخلص داعیان کو توفیق بخشی جنہوں نے اس علاج کے مٹنے اور ختم ہو جانے کے بعد اسے دوبارہ زندہ اور عام کیا، یہ قرآنی معالجین اپنے علاج و دعا پر کوئی اجرت نہیں چاہتے بلکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی سے اجر و ثواب کے طلب گار ہوتے ہیں جو دنیا و آخرت کا مالک ہے۔"

(جادو اور آسیب کا کامیاب علاج مطبوعہ مکتبہ دار السلام)

دارالبیان کے سٹاکسٹ اور سیل پوائنٹ

اسلام آباد

المسعود اسلامک بکس اینڈ حجاب F/8 مرکز،
کرن پلازہ، اسلام آباد فون 2261356 -051

البلاغ، F/8 مرکز اسلام آباد فون 2281420 -051

دارالعلم، آبپارہ مارکیٹ نزد باٹا سٹور، اسلام آباد فون 2875371 -051

راولپنڈی

المسعود اسلامک بکس اینڈ حجاب،
شفا پلازہ 6th روڈ، راولپنڈی فون 4840380 -051

مکتبہ عائشہ صدیقہ، کمیٹی چوک، راولپنڈی فون 5551014 -051

النور اسلامک بکس، سنگاپور پلازہ، نزد کے ایف سی،
راولپنڈی کینٹ فون 5794605 -051



0313 8450014

نبی کریم ﷺ کی نصیحت

عن أبي العباس عبد الله بن عباس رضي الله عنهما ، قال : كنت خلف النبي صلي الله عليه وسلم يوما ، فقال :((يا غلام ! إني أعلمك كلمات : احفظ الله يحفظك ، احفظ الله تجده تجاهك ، إذا سألت فاسأل الله ، وإذا استعنت فاستعن بالله ،واعلم أن الأمة لو اجتمعت علي أن ينفعوك بشئ لم ينفعوك إلا بشئ قد كتبه الله لك ، وإن اجتمعوا علي أن يضروك بشئ لم يضروك إلا بشئ قد كتبه الله عليك ؛رفعت الأقلام وجفت الصحف)) . رواه الترمذي [رقم : 2516 وقال : حديث حسن صحيح. وفي رواية - غير الترمذي: (احفظِ اللهَ تجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّف إلى اللهِ في الرَّخاءِ يَعرِفْكَ في الشِّدةِ، وَاعلَم أن مَا أَخطأَكَ لَمْ يَكُن لِيُصيبكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُن لِيُخطِئكَ، وَاعلَمْ أنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الفَرَجَ مَعَ الكَربِ، وَأَنَّ مَعَ العُسرِ يُسراً)

سیدنا ابوالعباس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے تھا۔تو آپ ؐ نے فرمایا:''اے لڑکے!میں تمہیں چند مفید باتیں بتاتا ہوں:تو اللہ کے احکام کی حفاظت کر یعنی اس کے احکامات کی پابندی کر وہ تیری حفاظت کرے گا تو اللہ کے احکامات کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر۔جب تو مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد مانگ،یادرکھ! ساری دنیا جمع ہو کر تجھے فائدہ پہنچانا چاہے تو وہ تجھے کسی بات کا فائدہ اور نفع نہیں دے سکتیں سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لئے مقدر کر رکھا ہے۔اور اگر سارے لوگ مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں۔تو وہ تیرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے،سوائے اس نقصان کے جو اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر رکھا ہو۔قلم اٹھا لئے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔'' اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔(حدیث نمبر ۲۵۱۶) ترمذی کے علاوہ دوسرے محدثین کی روایت میں یوں ہے:''تو اللہ کے احکام کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔تو خوشحالی میں اس کی طرف رجوع کر وہ تنگ دستی کے وقت تیری مدد فرمائے گا۔یادرکھ جو چیز تجھے نہیں ملی وہ تجھے مل ہی نہیں سکتی تھی۔اور جو کچھ تجھے مل گیا۔اس سے تو محروم نہیں رہ سکتا تھا۔یادرکھ!اللہ کی مدد صبر کے ساتھ وابستہ ہے۔اور تکالیف و مصائب کے بعد کشادگی اور فراخی آتی ہے۔اور تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔''

دارالبیان
Darul Bayan

P/1610 - C, Asghar Mall Road, Rawalpindi - Pakistan
E-mail: albayan75@gmail.com, Cell: 0092 313 8450014

